رجسٹرڈ پرچہ نمبر ۱۸۲۷ ہر انگریزی ماہ کی ۶-۱۳-۲۰-۲۷ تاریخ کو قادیان سے نکلتا ہے۔

بحکم حکومت تو زیر دفعات ۱۰ و ۱۱ ایکٹ ۱۸۷۸ء مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۲۳ء

البدر

زیر سرپرستی ناظران صدر انجمن احمدیہ قادیان

ایڈیٹر قاسم علی احمدی

جلد (۱۳) قادیان مورخہ ۶ مئی ۱۹۲۸ء مطابق ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۴۶ھ نمبر (۵)

قیمت فی پرچہ ۱ر

زنانہ سی باہر پانچ روپیہ ۱۰ر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دارالامان کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ (۲) حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا معہ تمام خاندان رسالت بخیر و عافیت ہیں۔ (۳) تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے جو طلباء انٹرنس انٹرنس پاس کر کے لاہور کالج میں تعلیم پاتے تھے۔ اُن کا امتحان ایف اے فسٹ اور سیکنڈ ایئر کا ہو رہا ہے۔ ناظرین فاروق سے درخواست ہے۔ کہ وہ ان سب طالب علموں کی کامیابی امتحان کے لئے درد دل سے دعا فرمادیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اعلیٰ نمبروں کے ساتھ ہر مضمون میں کامیاب کرے۔ آمین۔

(۴) موسم میں یک لخت تبدیلی ہو کر گرمی کی شدت شروع ہو گئی ہے۔ رات کو قدرے خنکی دوپہر کو گرم ہوا ہوتی ہے۔ بخار کی شکایت دن بدن خدا کے فضل سے کم ہو رہی ہے

(۵) اب فاروق ضیاء الاسلام پریس میں چھپتا ہے لیکن بوجہ کٹائی فصل گندم پریس کے کل کش غیر حاضر رہتے ہیں۔ جس کی وجہ سے اخبار وقت پر چھپنے کا ابھی مینجر صاحب پریس انتظام نہیں کر سکے۔ امید دلاتے ہیں۔ کہ بہت جلد وہ عملہ بڑھا کر ٹھیک وقت پر فاروق کو چھاپ دیا کریں گے۔ اس لئے احباب بوجہ نیا کام اور نیا انتظام جواز سر نو فاروق کے لئے کرنا پڑا ہے۔ خاکسار ایڈیٹر کو معذور خیال فرما کر چند روز درگزر سے کام لیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ سب مشکلات دور ہو جائیں گی۔

(۶) فاروق کی تعداد خریداری ابھی ۲۵۰ تک پہونچی ہے۔ نصف تعداد کی کمی ہے احباب ذرا ہمت کریں۔ تو ۵۰۰ سو خریدار پورے ہو جائیں گے۔ جن احباب نے فاروق کی خاص امداد فرمائی ہے۔ انکے اسماء گرامی انشاء اللہ آئندہ کسی اشاعت میں شائع ہونگے۔

بٹالہ۔ قادیان۔ بوٹاری ریلوے لائن

یہ خبر خوشی کیساتھ پڑھی جائے گی۔ کہ بٹالہ۔ بوٹاری ریلوے لائن کی داغ بیل قادیان کے قریب لگنی شروع ہو گئی ہے۔ اس داغ بیل سے پتہ چلتا ہے۔ کہ ریلوے لائن قادیان کے شمال کی طرف سے ہوتی ہوئی موضع احمد آباد (نزد کوٹھی نواب محمد علی خانصاحب) کے اوپر سے گھوم کر جنوب مشرق کی طرف کو آئیگی۔ اور سٹیشن سڑک کھارا کے پاس (محلہ جات دارالفضل شرقی و دارالبرکات کے نزدیک) قادیان کے شمال مشرق میں بنے گا۔

سٹیشن کی یہ جائے وقوع مسافروں کے لئے باموقعہ اور آرام دہ ہونے کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس کشف کے عین مطابق ہے۔ جسمیں حضور علیہ السلام نے قادیان کی آبادی کو شمال مشرق کی طرف پھیلے ہوئے دیکھا ہے۔ احباب دعاء فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ریل کی آمد کو قادیان کے لئے اور نیز جماعت احمدیہ کیلئے ہر رنگ میں مفید اور بابرکت بنائے۔ آمین۔

(الفضل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دُنیا کی خبریں

اذان کی بندش موضع تارا گڑھ میں سکھوں نے مسلمانوں کو اذان دینے سے روک دیا تھا۔ سب ڈویژنل افسر نے موقع پر پہنچکر فریقین میں صلح کرادی۔ اب اذان پھر بدستور ہونے لگی۔

ڈھائی ہزار کے بیمہ کا عین ریلوے پولیس لاہور نے ایک چپڑاسی مسمی فضل یاب کو گرفتار کیا ہے اس کے پاس سے تین بیموں کا سراغ ملا ہے۔ اس نے مختلف جگہوں پر روپیہ رکھا ہوا تھا۔

چوری سلطان عبدالمجید خان صاحب سابق سلطان ٹرکی آج کل نائیس میں مقیم ہیں ان کے ہاں سے ۷۰ ہزار فرانک کی چوری ہوگئی۔ اس امر کا اندیشہ کیا جاتا ہے۔ کہ یہ روپیہ ان کے سکرٹری جلیل بک نے جوئے میں ہار دیا ہے۔

جدہ میں حاجیوں کا اجتماع جدہ میں اس وقت تک ۵۵ ہزار حاجی پہنچ چکے ہیں۔ ایک ہزار حاجی ۱۵ اپریل کو بمبئی سے روانہ ہونے والے ہیں۔

۳۵ ڈاکے پونہ کی پولیس نے پانچ ڈاکوؤں کو گرفتار کیا ہے۔ انہوں نے شہر پونہ میں دو ماہ کے عرصہ میں ۳۵ بار ڈاکہ زنی کا ارتکاب کیا۔

ہیڈ کنسٹبل چیتے کی گرفت میں ضلع تناولی میں چیتے کو نشانہ بندوق بنانے میں ایک ہیڈ کنسٹبل کا نشانہ خطا ہوگیا۔ چیتے نے فوراً اس کو پکڑ لیا۔ اس پر دوسرے کنسٹبل نے چیتے پر گولی چلائی۔ جو خوبی قسمت سے ہیڈ کنسٹبل کے لگی۔ جو اسی وقت مرگیا۔

نواب صاحب رامپور اور مہاراجہ صاحب اندور اب کچھ عرصہ سے مسٹر محمد علی مہاراجہ صاحب اندور کی آغوش میں ہیں۔ اور حال ہی میں مہاراجہ صاحب موصوف نے مولانا کے ذریعہ ایک زبردست اخبار کا منہ بند کرایا ہے۔ پچھلے دنوں نواب صاحب رامپور کے پوتے کی بسم اللہ کی تقریب پر دیگر والیان ریاست کے علاوہ مہاراجہ صاحب اندور بھی رام پور تشریف لے گئے۔ اور مولانا محمد علی صاحب بھی مہاراجہ صاحب کے ہمراہ رام پور تشریف لے گئے۔

مولانا محمد علی صاحب کا داخلہ ریاست رامپور میں بحکم نواب صاحب رام پور بند تھا۔ مگر مہاراجہ اندور کے ہمراہ وہ بحصول اجازت ریاست رام پور میں داخل ہوئے۔ اور اپنے گھر والوں سے ملے۔ من بعد مہاراجہ صاحب نے ہز ہائینس آف رامپور سے مسٹر محمد علی صاحب کے بقیہ قصوروں کی معافی کی سفارش کی۔ اور آیندہ داخلہ کھلنے کی بھی خواہش ظاہر کی۔ مگر سنا گیا ہے کہ ان سفارشات کی منظوری منجانب دربار رام پور نہ ہوئی۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ ہر دو ریاست کے والیان کے درمیان تعلقات غیر خوشگوار ہوگئے۔

شہریار کابل روس ضرور جائیں گے برلن ڈیلی میل کا نمائندہ اطلاع دیتا ہے۔ کہ اعلیٰحضرت شاہ افغانستان کی سیاحت روس میں تغیر کا کوئی سبب نہیں اور امید کی جاتی ہے۔ کہ ہز مجسٹی بحیرہ بالٹک کی ریاستوں کی سیر کرتے ہوئے اپریل کے آخر یا مئی کے شروع میں ماسکو پہنچ جائیں گے۔

پروگرام الاتحاد قاہرہ کو یقین کراؤ سے ذیل پیام موصول ہوا ہے۔ مرزا محمود طرزی سفیر افغانستان لینن گراڈ پہنچ گئے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا ہے۔ کہ اعلیٰحضرت سیاحت روس میں تین ہفتہ صرف فرمائیں گے۔ اور اس میں وہ تمام بڑے بڑے شہروں کا معائنہ فرمائیں گے۔

شاہ افغانستان کیا امریکہ بھی جائینگے ہمعصر مارننگ پوسٹ اس خبر کا ذمہ وار ہے کہ شاہ امان اللہ خان اور ملکہ ثریا کا ارادہ یورپ سے امریکہ جانے کا ہے۔ اور براستہ جاپان آپ افغانستان کو جائیں گے۔ ابھی اس بات کا ٹھیک طور پر پتہ نہیں لگا کہ آیا اس سفر کے متعلق انتظامات ہوگئے ہیں یا نہیں۔

بمبئی ۲ اپریل بعض والیان ریاست نے برطانیہ کے ساتھ اپنی مساوات کا مسئلہ اٹھایا ہے۔ اور پھر اس اقتدار اعلیٰ کے طالب ہیں۔ جیسے لارڈ ریڈنگ سابق وائسرائے نے ہز اگزالٹڈ ہائینس دی نظام کے موسومہ خط میں دینے سے انکار کیا تھا۔ اس سلسلہ میں یہ خبر دلچسپی سے سنی جائے گی۔ کہ سرکار نظام نے برار کی واپسی کا پھر مطالبہ فرمایا ہے۔ اور اسی طرح مہاراجہ صاحب گیکواڑ بڑودہ کاٹھیاواڑ کی واپسی کے طالب ہیں۔

شملہ کی اطلاع بیان کیا جاتا ہے کہ افغانستان میں بغاوت کے برپا ہونے کی جو خبریں اڑی ہیں۔ وہ بالکل بے بنیاد ہیں۔ بلکہ برعکس اس کے اسوقت افغانستان کا مطلع نہایت پرسکون ہے۔ اور لوگ یہ دیکھ کر نہایت خوش ہوئے کہ انکے بادشاہ اور ملکہ کا استقبال ہر جگہ بڑے تپاک سے ہو رہا ہے۔

زلزلہ سے تباہی بلقان اور یونان میں متواتر زلزلے قہر الٰہی کی شکل میں آرہے ہیں۔ یونان کا شہر کارنتھ بالکل تباہ ہوگیا ہے۔ پانچ ہزار مکانات کے انہدام میں سے صرف پچاس مکان بچے ہیں۔ لیکن وہ بھی ترک گئے ہیں۔ پندرہ ہزار آدمی بے خانماں ہوگئے۔ نہ انکے پاس کھانے کو ہے اور نہ پہننے کو۔ یہ بالکل مفلس بن گئے ہیں۔ دیہات کے دیہات تباہ ہوگئے۔ انگریزی جنگی جہازوں نے زلزلہ زدوں کو ہر طرح کی مدد دی۔

[illegible] اندازہ ۸ لاکھ پونڈ کیا گیا ہے۔ بیس نعشیں ملبہ کے نیچے سے برآمد ہوئیں۔ اور بیسیوں آدمیوں کا پتہ نہیں۔

بلغاریہ میں بھی زلزلوں کے مسلسل جھٹکوں سے نہایت سخت نقصان ہوا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۶ رمئی ۱۹۲۸ء

احمدی مشن

حقیقتِ اسلام

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

واضح ہو کہ لغت عرب میں اسلام اس کو کہتے ہیں۔ کہ بطور پیشگی ایک چیز کا مول دیا جائے۔ اور یا یہ کہ کسی کو اپنا کام سونپیں۔ اور یا یہ کہ صلح کے طالب ہوں۔ اور یا یہ کہ کسی امر یا خصومت کو چھوڑ دیں۔ اور اصطلاحی معنے اسلام کے وہ ہیں۔ جو اس آیت کریمہ میں اس کی طرف اشارہ ہے۔ یعنے یہ کہ بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۔ یعنے مسلمان وہ ہے۔ جو خدا تعالےٰ کی راہ میں اپنے تمام وجود کو سونپ دیوے۔ یعنے اپنے وجود کو اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کے ارادوں کی پیروی کے لئے اور اس کی خوشنودی کے حاصل کرنے کے لئے وقف کر دیوے۔ اور پھر نیک کاموں پر خدا تعالیٰ کے لئے قائم ہو جائے۔ اور اپنے وجود کی تمام عملی طاقتیں اس کی راہ میں لگا دیوے۔ مطلب یہ ہے کہ اعتقادی اور عملی طور پر محض خدا تعالیٰ کا ہو جاوے۔

"اعتقادی" طور پر اس طرح سے کہ اپنے تمام وجود کو درحقیقت ایک ایسی چیز سمجھ لے۔ جو خدا تعالیٰ کی شناخت اور اس کی طاعت اور اس کے عشق اور محبت اور اس کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے بنائی گئی ہے۔

"اور عملی" طور پر اس طرح سے کہ خالصاً للہ حقیقی نیکیاں جو ہر ایک قوت سے متعلق اور ہر یک خداداد توفیق سے وابستہ ہیں۔ بجا لاوے۔ مگر ایسے ذوق وشوق وحضور سے کہ گویا وہ اپنی فرمانبرداری کے آئینہ میں اپنے معبود حقیقی کے چہرہ کو دیکھ رہا ہے۔

پھر بقیہ ترجمہ آیت کا یہ ہے۔ کہ جس کی اعتقادی وعملی صفائی ایسی محبت ذاتی پر مبنی ہو۔ اور ایسے طبعی جوش سے اعمال حسنہ اس سے صادر ہوں۔ وہی ہے۔ جو عند اللہ المستحق اجر ہے۔ اور ایسے لوگوں پر نہ کچھ خوف ہے۔ اور نہ وہ کچھ غم رکھتے ہیں۔ یعنی ایسے لوگوں کے لئے نجات نقد موجود ہے۔ کیونکہ جب انسان کو اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات پر ایمان لاکر اس سے موافقت تامہ ہو گئی۔ اور ارادہ اس کا خدا تعالیٰ کے ارادہ سے ہمرنگ ہو گیا۔ اور تمام لذت اس کی فرمانبرداری میں ٹھیر گئی۔ اور جمیع اعمال صالحہ نہ مشقت کی راہ سے بلکہ تلذذ اور احتظاظ کی کشش سے صادر ہونے لگے۔ تو یہی وہ کیفیت ہے۔ جس کو فلاح اور نجات اور رستگاری سے موسوم کرنا چاہیئے۔ اور عالم آخرت میں جو کچھ نجات کے متعلق مشہود ومحسوس ہوگا۔ وہ درحقیقت اسی کیفیت راسخہ کے اظلال وآثار ہیں جو اس جہان میں جسمانی طور پر ظاہر ہو جائیں گے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ بہشتی زندگی اسی جہان سے شروع ہو جاتی ہے۔ اور جہنمی عذاب کی جڑھ بھی اسی جہان کی گندی اور کورانہ زیست ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام)

موقعہ ہی فائدہ اٹھاؤ اس پرچہ میں فاروق بک ایجنسی کی کتابیں رعایتی قیمت پر ۱۵ رمئی تک دینے کا اعلان آخری صفحہ پر کیا گیا ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ وہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ اور حسب ضرورت ان کتابوں کو خرید کر ثواب حاصل کریں۔ یہ کتابیں ناول یا قصہ کہانیاں نہیں۔ نہایت معرکہ کے مضامین سے پُر ہیں۔ (منیجر فاروق)

پیغامی مشن

غیر مبائعین سے بعض مطالبات

(از مولوی عبدالاحد صاحب دانوی مولوی فاضل قادیان)

(۱۱) اخبار پیغام صلح مجریہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء میں ایک اعلان شائع ہوا تھا جس میں لکھا ہے۔ "کہ معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض احباب کو کسی شخص نے غلط فہمی میں ڈال دیا ہے۔ کہ اخبار ہذا کے ساتھ تعلق رکھنے والے احباب یا ان میں سے کوئی ایک سیدنا ومہدینا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود ومہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدارج عالیہ کو اصلیت سے کم یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام صلح لاہور کے ساتھ تعلق ہے۔ خدا تعالیٰ کو جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے۔ حاضر وناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں۔ کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلانا محض بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود ومہدی معہود کو **اس زمانہ کا نبی رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں**۔ اور جو درجہ حضرت مسیح موعود نے اپنا بیان فرمایا ہے۔ اس سے کم وبیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں"

اس مذکورہ بالا عبارت کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ سے ملتمس ہوں۔ کہ کیا آپ بیان فرمائیں گے۔ کہ آپ کی نسبت کیا غلط فہمی پھیلائی گئی تھی؟ یعنی آپ نے غلط فہمی پھیلانے والے کے خیال میں حضرت اقدس کو کونسا درجہ دیا تھا۔ اور کہ آپ کی مدارج عالیہ سے کیا مراد ہے؟

(۱۲) یہ بات مسلمہ فریقین ہے۔ کہ منعم علیہ چار گروہ ہیں۔ انبیاء۔ صدیق۔ شہداء۔ صالحین۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ والمراد من قولہ انعمت علیہم هم النبیون والاخیار الاخرون" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۲۳)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور مراد خدا تعالیٰ کے قول انعمت علیہم سے انبیاء اور دیگر اخیار ہیں۔ نیز فرمایا "اور وہ دعاء یہ ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم۔ اور قرآن شریف کے دوسرے مقامات میں اس کی تشریح کی گئی ہے۔ اور ظاہر فرمایا گیا ہے کہ منعم علیہ سے مراد نبی اور صدیق اور شہید اور صالحین ہیں"۔ (تریاق القلوب صفحہ ۱۲۵)

اب ملاحظہ ہو حضرت مسیح موعود کا ارشاد کہ آپ اپنے نفس مبارک کو کس زمرے میں شامل فرماتے ہیں۔ آپ خطبہ الہامیہ کے صفحہ ۱۱۴ پر اپنی نسبت تحریر فرماتے ہیں۔ وانی جعلت فردًا اکمل من الدین انعم علیہم "کہ میں منعم علیہم سے فرد اکمل بنایا گیا ہوں۔ اکمل اسم تفضیل کا صیغہ ہے۔ جو اس بات کا اظہار کر رہا ہے۔ کہ آپ زمرہ انبیاء میں سے ہیں جیسے ہم کہتے ہیں۔ اللہ اکبر جس کے یہ معنی ہیں۔ کہ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اسی طرح اکمل بھی اکبر کے وزن پر ہے۔ جو اس بات کو بیان کرتا ہے۔ کہ ہر چہار گروہوں میں سے بڑے گروہ میں آپ داخل ہیں۔ کیا حضرت کی اس عبارت کو مدنظر رکھتے ہوئے غیر مبائع حضرات کہہ سکتے ہیں۔ کہ آپ نبی نہ تھے۔ اگر جواب اثبات میں دیں۔ تو عبارت غلط ٹھیرتی ہے۔ اگر نفی میں دیں۔ تو آپ کا یہ عقیدہ کہ حضرت مسیح موعود نبی نہیں باطل ٹھیرتا ہے۔ اس لئے آپ کس کو ترجیح دینگے؟

(۱۳) آپ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم قرار دینے کے یہ معنی ہیں۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ آپ آخری نبی ہیں۔ ملاحظہ ہو آخری نبی صفحہ ۲ "میاں صاحب کے نزدیک خاتم النبیین کے معنے ہیں وہ شخص جس کی اتباع سے آئندہ نبی بنا کرینگے۔ میرے نزدیک اس کے معنے ہیں آخری نبی"۔

اگر آپ کے معنے درست تصور کر لئے جائیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ ذیل عبارت کا کیا مفہوم آپ سمجھتے ہیں۔ حضرت اقدس صفحہ حاشیہ خطبہ الہامیہ میں صاف تحریر فرماتے ہیں۔ ان الختمیۃ اعطیت من الازل لمحمد صلے اللہ علیہ وسلم ثم اعطیت لمن علمہ روحہ وجعلہ ظلہ "کہ ختمیت ازل سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو دیگئی۔ پھر اس کو عطا کی گئی۔ جسے آپ کی روح نے تعلیم دی۔ اور اسے اپنا ظل بنایا"۔

حضرت اقدس کو ختمیۃ عطا ہونا اس بات کو کھول رہا ہے۔ کہ جو معنی آپ خاتم کے لیتے ہیں۔ وہ درست نہیں۔ ورنہ اس کے کیا معنے ہوئے۔ کہ حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ختمیت عطا کی گئی؟ مگر ہمارا مفہوم خاتمیت اس عبارت کو بالکل صاف کر دیتا ہے۔ یعنے آنحضرت پر جمیع کمالات ختم تھے۔ اور آپ کے واسطے سے حضرت مسیح موعود پر ان کمالات کا انعکاس ہوا۔

(۱۴) "ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی قال فشق ذالک علی الناس فقال ولکن المبشرات۔ رسالت اور نبوۃ منقطع ہو گئی۔ سو میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا۔ اور نہ کوئی نبی۔ تو آپ کا یہ فرمانا لوگوں پر دشوار گذرا۔ تو فرمایا لیکن مبشرات باقی ہیں۔ یہ امام احمد اور ترمذی کی روایت ہے"۔ (آخری نبی صفحہ ۱۲)

مذکورہ بالا حدیث سے جو مولوی محمد علی صاحب نے اپنے رسالہ "آخری نبی" میں لکھی ہے۔ ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ کرام نے جب یہ سنا کہ نبوۃ و رسالت منقطع ہو گئی ہے۔ تو ان پر یہ بات شاق گذری جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ امت محمدیہ میں نبوۃ کا منقطع ہونا واقعی ایسی بات ہے۔ جس پر ہر مومن کو رنج پہنچتا ہے۔ کہ ایسی نعمت سے کیوں اس امت کو محروم رکھا گیا۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے کہ ولکن المبشرات کہ مبشرات باقی ہیں۔ صحابہ کی تسلی ہوئی جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مبشرات عین نبوۃ ہے۔ ورنہ صحابہ کو کیسے تسلی ہو سکتی تھی۔ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت سے آپ کی شان نبوۃ میں کچھ فرق آتا۔ اور اس سے آپ کا درجہ کم قرار دیا جاتا تو کیسے ہو سکتا تھا۔ کہ یہ بات صحابہ پر شاق گذرتی بلکہ اس سے تو صحابہ کو خوشی منانی چاہیئے تھی۔ لیکن صحابہ کرام کا اس بات پر اظہار رنج کرنا کیا اس بات کی دلیل نہیں۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبی نہ آنے سے آپ کی شان گھٹتی اور آنے سے آپ کی شان بڑھتی ہے۔ برخلاف اس کے مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں "کہ اب میری ان دونوں مسلمان گروہوں کی خدمت میں جو یا تو ایک پرانے نبی کا آنحضرت صلعم کے بعد آنا مانتے ہیں۔ اور یا ایک نئے نبی کا آنا مانتے ہیں۔ التماس ہے۔ کہ وہ ٹھنڈے دل سے سوچیں۔ کہ اسلام کی عظمت اسی بات میں ہے۔ کہ ایک نبی دنیا کا ہادی رہے"۔ (رسالہ آخری نبی تمہید)

اب بتائیں۔ کہ کون صحابہ کرام کے نقش قدم پر صحابہ کرام کے سے احساس رکھتا ہے۔ اور کون مثے اذا ھلک قلتم لن یبعث اللہ من بعدہ رسولًا کہنے والوں کا پیرو کار نظر آتا ہے؟

(۱۵) مولوی محمد علی صاحب ہیڈ آف غیر مبائعین حضرات فرماتے ہیں! "مسیح موعود جیسا کہ ہم دکھا چکے ہیں۔ مجددوں میں سے ایک مجدد اور محدثیت والی نبوۃ کے پانیوالے ہیں"۔ (النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۳۱)

عبارت مذکورہ بالا کا مطلب ظاہر ہے کہ جیسے دیگر مجددین اس امت میں گذرے ہیں۔ ویسے ہی حضرت مسیح موعود بھی ایک مجدد ہیں اور محدثیت والی نبوۃ جیسی دوسروں کو حاصل ہے۔ ویسی ہی مسیح موعود کی بھی ہے۔ برخلاف اس کے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں "اگر دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں۔ وہ بھی اسقدر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پا لیتے تو وہ بھی نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰)

حضرت اقدس کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو نبوۃ حضور کو ملی۔ چہ جائیکہ محدثین اس نبوۃ کو پاتے وہ اس کے مستحق بھی نہیں ہوئے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوۃ "محدثیت والی نبوۃ" تھی۔ تو پھر آپ کے اس قول کے کیا معنے ہوئے کہ اگر وہ بھی اس قدر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پا لیتے تو وہ بھی نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے"۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ آپ کی نبوت نبیوں والی نبوت ہے۔ نہ کہ مجددین۔ محدثین والی کیا کوئی غیر مبائع دوست اس عقدہ کو حل فرمائیں گے؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عیسائی مشن

کفارہ و الوہیت مسیح

(گذشتہ سے پیوستہ)

پندرھواں پادری صاحبان کا یہ کہنا کہ چونکہ مسیح آدم کی نسل سے نہیں اس لئے گناہ سے پاک ہے بالکل غلط ہے۔ کیونکہ۔

(ا) شیطان آدم کی نسل سے نہیں۔ اور پھر گنہگار ہے۔ سانپ بھی آدم کی اولاد میں سے نہیں اور باوجود اس کے تو بیت اُسے گنہگار ٹھہراتی ہے۔ پھر وہ دیو یا خبیث روحیں جنہیں مسیح نکالا کرتا تھا۔ آدمؑ کی نسل سے نہ تھیں۔ لیکن پھر گنہگار اور شریر بھی تھیں سو یہ استدلال کہ چونکہ مسیح آدم کی نسل سے نہیں اس لئے پاک ہے بالکل غلط ہے۔ کیونکہ شیطان۔ سانپ اور خبیث روحوں میں سے کوئی بھی آدم کی نسل سے نہیں اور پھر وہ گنہگار ہیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ آدم کی نسل سے نہ ہونا بے گناہی کا سبب نہیں۔

(ب) جس طرح باپ کے خواص بیٹے میں سرایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ماں کی عادات بھی بیٹے میں سرایت کرتی ہیں۔ اور مسیح کی ماں بے گناہ نہ تھی۔ کیونکہ وہ آدم کی نسل سے تھی۔ اس لئے مسیح کو بھی گنہگار ماننا پڑے گا۔ کیونکہ ماں کی عادات بیٹے میں بھی سرایت کرتی ہیں۔

(ج) اگر مسیح آدم کی نسل سے نہیں تو اُسے انجیل میں ابن آدم کیوں کہا گیا؟

(د) اگر فرض بھی کر لیا جائے۔ کہ جو آدم کی نسل سے نہ ہو وہ بے گناہ ہوتا ہے۔ تو مسیح کی اس میں کوئی خصوصیت نہیں۔ فرشتے بھی آدم کی اولاد سے نہیں اور وہ بے گناہ ہیں۔ ملک صدق سالیم بھی آدم کی اولاد سے نہیں۔ اور بے گناہ ہے۔ تو بتاؤ کہ مسیح کی اس میں کیا خصوصیت ہے۔ اگر بے گناہ ہونے کی وجہ سے مسیح کو خدا کہو گے۔ تو تمام فرشتے اور ملک صدق سالیم کو بھی خدا ماننا پڑے گا۔

سولھواں پادری صاحب کا یہ کہنا۔ کہ آدم کے گناہ سے اس کی ساری نسل گنہگار ہو گئی۔ نہایت قابل اعتراض بات ہے۔

(ا) یہ خدا کے عدل کے خلاف ہے کہ باپ گناہ کرے اور بیٹے کو سزا ملے۔

(ب) پرانے عہد نامہ کے خلاف ہے کیونکہ حزقیل اور یرمیاہ میں صاف لکھا ہے کہ باپ کے گناہوں کی وجہ سے میں بیٹے کو سزا نہیں دیتا بلکہ وہاں ایک تمثیل دی ہے۔ کہ باپ اگر کھٹے انگور کھا دے۔ تو بیٹے کے دانت کھٹے نہیں ہوتے۔

(ج) نئے عہد نامہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ لوقا میں صاف لکھا ہے۔ کہ ذکریا کاہن اور اس کی بیوی جو دونوں آدم کی نسل سے تھے۔ بالکل بیگناہ تھے۔

(د) مشاہدہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بہت سے بُروں کے گھر نیک لڑکے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر باپ کا گناہ بیٹے میں بھی سرایت کرنا چاہیئے۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ ہر شرابی کی اولاد بھی لازماً شرابی ہوتی ہے۔ اور یہ بات بالکل بدیہی البطلان ہے۔

سترھواں عیسائیوں کا یہ کہنا کہ مسیح بیگناہ تھا۔ مدعی سست گواہ چست والی بات یاد دلاتا ہے۔ کیونکہ مسیح صاف اقرار کرتا ہے۔ کہ مجھے نیک مت کہو۔ نیک صرف باپ ہے۔

اٹھارھواں پادری صاحبان نے اپنے مختلف لیکچروں میں اس بات پر زور دیا تھا۔ کہ مسیح نے عظیم الشان معجزے دکھائے۔ اور چونکہ وہ معجزے بشری طاقت سے بالاتر تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسیح محض انسان نہ تھا۔ بلکہ خدا بھی تھا۔ پادری صاحبان کے اس استدلال پر ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ پادری صاحبان! اگر معجزے دکھانا ہی الوہیت کی علامت سمجھی جاوے۔ تو پھر تمام انبیاء خدا کہلانے کے مستحق ہیں۔ اور کیا وجہ ہے۔ کہ آپ لوگ موسےٰ ایلیا وغیرہ کو خدا نہیں سمجھتے جنھوں نے کہ آپ کے مسیح سے بڑھکر کرامتیں دکھائیں۔ اس کی تفصیل سُنیے۔

(ا) مسیح کا سب سے بڑا معجزہ مُردوں کو زندہ کرنا ہے۔ مگر اس میں مسیح کی خصوصیت نہیں مسیح کے علاوہ اور انبیاء سے بھی یہ کرامت صادر ہوئی ہے۔ حوالے دیکھئے۔

(ا) الیسع نے مُردے زندہ کئے۔ سلاطین دوسرا باب آیت ۳۵۔

(۲) حزقیل نے ہزاروں پُرانے مُردے زندہ کئے۔ حزقیل باب ۳۷۔ آیت ۱۰۔

(۳) ایلیا نے مُردے زندہ کئے۔ سلاطین پہلا۔ باب ۱۷۔ آیت ۲۲۔

(۴) الیسع کی لاش نے مُردہ زندہ کیا۔ سلاطین۔ ناظرین خود انصاف فرما سکتے ہیں۔ کہ اگر مسیح بہ سبب مُردے زندہ کرنے کے خدا ہو سکتا ہے۔ تو الیسع اور حزقیل اور ایلیا وغیرہم جنھوں نے ہزاروں مُردے زندہ کئے۔ کیوں نہ خدا سمجھے جائیں لیکن عیسائی ان کو محض انسان ہی سمجھتے ہیں۔

(ب) دوسرا معجزہ بیماروں کا اچھا کرنا ہے لیکن اس میں بھی اور انبیاء مسیح کے شریک ہیں۔

(ا) الیسع نے نعمان سپہ سالار کوجو کوڑھی تھا اچھا کیا۔ سلاطین دوسرا۔ باب ۵ آیت ۱۴۔

(۲) یوسف نے اپنے باپ یعقوب کو آنکھیں دیں۔ کتاب پیدائش باب ۴۶ آیت ۲۹ و ۳۰

(ج) تیسرا معجزہ تھوڑے طعام اور شراب کو بڑھا دینا ہے۔ مگر یہ کام بھی بہت سے انبیاء سے ظہور پذیر ہوا۔ بلکہ بعض نبی اس کام میں مسیح سے بڑھے ہوئے ہیں۔

(ا) ایلیا نے مُٹھی بھر آٹے اور تھوڑے سے تیل کو بڑھا دیا کہ وہ سال بھر تک تمام نہ ہوا۔ سلاطین پہلا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۲) الیسع نے بھی ذرا سے تیل کو اس قدر بڑھایا۔ کہ گھر والوں کے پاس اس کے رکھنے کے لئے کوئی برتن باقی نہ رہا۔ دیکھو سلاطین دوسرا۔ باب ۴۔ آیت ۲-۶۔

(۵) چوتھا معجزہ بغیر کشتی کے دریا پر چلنا ہے یہ بھی صرف حضرت مسیح کا کام نہ تھا۔ بلکہ موسیٰ نے اس سے بڑھ کر معجزہ دکھایا۔

(۱) اس نے سمندر کو ایسی لاٹھی ماری کہ وہ پھٹ گیا۔ اور سیال پانی الگ الگ دونوں طرف کھڑا ہو گیا۔

(۲) یوشع نے دریائے یردن کو خشک کر دیا دیکھو کتاب یوشع باب ۳ آیت ۱۷۔

(۳) ایلیا نے دریا کو دو ٹکڑے کر دیا۔ دیکھو سلاطین دوسرا۔ باب ۲ آیت ۸ تا ۱۵۔

اُنیسواں حضرت مسیح نے انجیل میں اپنے حواریوں کو فرمایا۔ کہ اگر تم میں رائی کے برابر بھی ایمان ہو تو تم میرے جیسے کام کر سکتے ہو۔ بلکہ مجھ سے بڑھ کر۔

اب پادری صاحبان سے سوال ہے کہ اگر عظیم الشان معجزات کی وجہ سے آپ لوگ مسیح کو خدا مانتے ہیں۔ تو پھر تمام حواریوں کو بھی شریک الوہیت ماننا چاہیئے۔ کیونکہ انہوں نے بھی معجزات دکھائے۔ اور اگر آپ لوگ کہیں کہ حواریوں نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا تو ماننا پڑے گا۔ کہ بقول مسیح ناصری حواریوں میں رائی کے برابر بھی ایمان نہ تھا۔

بیسواں مسیح نے انجیل میں صاف فرمایا ہے۔ کہ میرے بعد بہت سے جھوٹے نبی پیدا ہونگے۔ جو ایسے ایسے بڑے معجزات دکھائیں گے۔ کہ ہو سکتا تو وہ کاملین کو دھوکہ میں ڈال دیں لیکن تم ان کے دھوکہ میں ہرگز نہ آنا۔ مسیح کے اس قول سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسیح کے نزدیک ایک جھوٹا آدمی بھی معجزات دکھا سکتا ہے۔ تو پھر اے پادری صاحب معجزات الوہیت کا معیار کس طرح ہو سکتے ہیں۔ اور معجزات دکھانے سے مسیح کی خدائی کس طرح ثابت ہو سکتی ہے؟

کتاب استثناء میں لکھا ہے۔ کہ

اکیسواں وہ نبی جو جھوٹا ہو۔ اور پھر معجزے بھی دکھلاتا ہو۔ اس کی پہچان یہ ہے۔ کہ وہ قتل کیا جاویگا۔ اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ مسیح معجزے دکھلاتا تھا۔ اور وہ قتل بھی کیا گیا۔ اب یا تو یہ کہو کہ کتاب استثنا میں خدا نے موسیٰ سے ایک غلط معیار بیان کیا۔ کیونکہ وہاں لکھا ہے۔ کہ جھوٹا قتل ہوگا۔ اور یہاں پر مسیح صادق راستباز قتل کیا گیا۔ اور یا یہ کہو۔ کہ خداوند خدا باپ نے موسیٰ سے سچ بولا۔ لیکن پھر مسیح کو غیر صادق ماننا پڑے گا غرض پہلی صورت میں خدا باپ پر کذب کا الزام آئیگا۔ اور دوسری صورت میں خدا بیٹا غیر صادق ٹھہریگا۔ اور دونوں میں عیسائیوں کو شکست ہے۔

کیا مسٹر گاندھی مہاتما گاندھی ہے؟

(از چودھری غلام احمد صاحب پلیڈر پاک پٹن)

مسٹر ایم۔ کے گاندھی نے افریقہ اور ہندوستان میں سیاسی رہنماء ہونے کی حیثیت سے جو شہرت اور نام پیدا کیا۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ پھر حادثہ جلیانوالہ باغ واقعہ امرتسر سے متاثر ہو کر ہندوستان میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان عارضی اتحاد کی صورت پیدا ہو گئی۔ اور دونوں قومیں مسٹر گاندھی کی رہنمائی میں سرکار برطانیہ دولتمدار سے عدم تعاون کرنے پر اتر آئیں۔ لیکن بزدلی کے مقام پر مسٹر گاندھی نے سخت بزدلی دکھائی۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ اسے اپنے مدعا حاصل کرنے میں شکست فاش ہوئی۔ اور تحریک عدم تعاون آہستہ آہستہ مٹ گئی۔ اور بالآخر ہندو مسلمانوں کا نام نہاد اتحاد بھی جاتا رہا۔ اس اثنا میں سوامی شردھانند جیسے مشہور ہندوؤں نے مسٹر گاندھی کی رہنمائی میں ہندو مسلمانوں کے اتحاد سے فائدہ اٹھا کر مسلمانوں کو ہندو بنانے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ تاکہ ہندوستان میں ایک ہی قوم اور ایک ہی مذہب ہو جانے سے سوراج کے حصول میں سہولت پیدا ہو جائے۔ چنانچہ ہندوؤں نے موقعہ تاڑ کر مسٹر گاندھی کو مہاتما گاندھی کہنا شروع کر دیا۔ اور مہاتما نے بھی اپنی آتما کے روحانی جوہر دکھانے شروع کر دیئے۔ کبھی ستیہ گرہ کرتے۔ اور کبھی برت رکھتے۔ کبھی جپ کرتے اور کبھی تپ کرتے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوؤں نے مہاتما کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے۔ اور بعض بھولے بھالے مسلمان بھی انکے ہم آواز ہو گئے۔ کہ کہنے لگے۔ کہ مہاتما گاندھی ہی امام مہدی ہے۔ اور بعض مسلمانوں نے کہا۔ کہ اگر مہاتما گاندھی مسلمان ہو جائے۔ تو ہم فی الفور اسے خلیفۃ المسلمین تسلیم کر لینگے۔ اس پر بعض ہندوؤں نے کہنا شروع کر دیا۔ کہ مہاتما گاندھی کی شخصیت کا یہ عالم ہے۔ کہ ہندو مسلمان تو درکنار اہل یورپ اور اہل امریکہ بھی مہاتما کی روحانی قوت کا سکہ مانتے ہیں۔ اور مہاتما دنیا بھر میں اپنی روحانی قوتوں اور طاقتوں کے لحاظ سے بے نظیر اور لاثانی شخص ہیں۔ اور جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں کسی شخص کو ایسی قبولیت حاصل نہیں ہوئی۔ نبیوں اور رسولوں اور اوتاروں اور رشیوں اور منیوں کو مہاتما کے مقابلہ میں ہیچ قرار دیا گیا۔ اگرچہ مہاتما کی طرف سے اپنی نسبت ایسا دعویٰ ثابت نہیں۔ یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا۔ کہ مسلمانوں پر اثر ڈال کر ان کو اسلام سے برگشتہ کیا جائے۔ اور انھیں ہندو بنایا جائے۔ چنانچہ متھرا۔ آگرہ اور بھرتپور کے علاقوں میں ملکانوں پر علاوہ دوسری طرزوں کے اس طرز پر بھی اثر ڈالا گیا۔ اور انکو میدان ارتداد میں دھکیلا گیا اس لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ اس مہاتما کے حالات زندگی عوام الناس پر عموماً اور مسلمانوں پر خصوصاً ظاہر کئے جائیں۔ تاکہ اصلیت کا انکشاف ہو جائے۔

خاکسار کو حال ہی میں مہاتما کی خودنوشتہ سوانح جلد اوّل مترجم بزبان انگریزی مطالعہ کرنے کا اتفاق ہوا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس میں سے چند اقتباسات اردو میں ترجمہ کر کے ناظرین کے غور اور تفنن طبع کے لئے پیش کرتا ہوں۔ ان سے بخوبی اندازہ ہو جائیگا۔ کہ آیا مسٹر گاندھی مہاتما گاندھی ہے؟ گاندھی جی فرماتے ہیں۔ کہ

شہوت رانی "میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ میری بیوی کو پڑھنا اور لکھنا سیکھنا چاہیئے۔ اور مجھے اس کے مطالعہ میں اس کی مدد کرنی چاہیئے۔ لیکن میری شہوت رانی درمیان میں آگئی۔ اور اسے میرے اپنے نقص کی وجہ سے نقصان اُٹھانا پڑا۔" صفحہ ۲۱۶

(۲) مسٹر گاندھی کا والد ماجد مسٹر مرگ پر سخت لاچار اور بیمار پڑا ہوا تھا۔ عین اس حالت میں اس نے اسے اپنے چچا کے سپرد کیا۔ اور آپ اپنی سوئی ہوئی بیوی کے الگ کمرے میں چلا گیا۔ اور اپنی بیوی کو جگایا۔ اور پانچ چھ منٹ کے بعد نوکر نے اس کمرے کے دروازے کو کھٹکھٹایا۔ اور آواز دی۔ کہ "جاگو باپ بیمار ہے۔" چنانچہ مسٹر گاندھی کی دریافت پر نوکر نے کہا۔ کہ "باپ گذر گیا ہے۔" اس واقعہ کے بیان میں آپ فرماتے ہیں "میرا دل اس وقت شہوت رانی کے پنجہ میں پھنسا ہوا تھا۔" ..... "اس لئے میں نے ہمیشہ اپنے تئیں شہوت رانی اگرچہ وفادار خاوند خیال کیا ہے۔" ملخصاً صفحہ ۷۷ تا ۷۹

اقدام زنا (۱) "ایک دفعہ میرا دوست مجھے ایک کسبنی کے مکان میں لے گیا اور اس نے مجھے مکان میں داخل ہونے سے پہلے ضروری ہدایات بھی دیدیں۔ خرچی پہلے ہی ادا کر دی ہوئی تھی ..... میں اس کے بستر پر اس کے نزدیک بیٹھ گیا۔ لیکن میری زبان بند تھی۔" ..... مجھے اپنی زندگی میں اسی قسم کے چار اور واقعات بھی یاد ہیں۔ اور ان میں سے اکثروں میں میری خوش قسمتی نے بہ نسبت میری کوشش کے زیادہ بچایا ہے۔" صفحہ ۶۲

(۲) آپ انگلستان میں پورٹ سمتھ میں ۱۸۹۱ء کا واقعہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ حسب دستور انگلستان کھانا کھانے کے بعد آپ اور آپ کا ساتھی برج (Bridge) کھیلنے لگ گئے۔ اور حسب دستور مالکہ مکان بھی اس کھیل میں شامل ہو گئی۔ میرا ساتھی اور مالکہ مکان آپس میں گندے مخول کرنے لگ گئے۔ اس کا مجھ پر اثر ہوا۔ اور میں بھی اس میں شامل ہو گیا۔ (یعنے گندے مخول کرنے لگ گیا۔) ٹھیک اس وقت جبکہ میں تاش اور کھیل ان کے پاس چھوڑ کر حد سے بڑھنے کو تھا۔ خدا نے نور قلب کے ذریعہ مجھے متنبہ کیا۔" ملخصاً صفحہ ۱۷۳

(۳) ہندوستان سے افریقہ کو جاتے ہوئے زینز بیار بندرگاہ میں آٹھ دس دن تک جہاز ٹھیرا۔ کپتان جہاز نے اپنے ایک انگریز دوست اور مسٹر گاندھی کو بھی سیر کے لئے دعوت دی۔ ..... "ہمیں دلال بعض حبشی عورتوں کے مکانوں میں لے گیا۔ ہم میں سے ہر ایک کو ایک ایک کمرہ دکھایا گیا۔ میں وہاں شرمندگی سے صرف چپ چاپ کھڑا تھا۔" صفحہ ۲۴۶ ..... میں اپنی کمزوری سے افسردہ خاطر ہوا۔ اور مجھے اس سے افسوس ہوا۔ کہ مجھ میں کمرے میں داخل ہونے سے انکار کرنے کی کیوں جرأت نہ ہوئی۔"

ارتکاب چوری (۱) اوائل میں مسٹر گاندھی کو سیگرٹ نوش کرنے کی عادت ہو گئی تھی۔ اور اس وقت آپکے پاس نقدی نہیں ہوا کرتی تھی۔ "اس لئے ہمنے ہندوستانی سیگرٹ خریدنے کی خاطر نوکر کی جیب کی نقدی میں سے پیسے چرانے شروع کر دیئے۔ ..... ہمنے بہر حال چند ہفتوں تک ان مسروقہ پیسوں پر گذارہ کیا۔" صفحہ ۶۷

(۲) "میں نے دوسری چوری کا ارتکاب اس وقت کیا۔ جبکہ میں پندرہ سالہ تھا۔ اس واقعہ میں میں نے اپنے گوشت خور دوست کے بازو بند میں سے سونے کی ڈلی کاٹ کر چوری کی۔" صفحہ ۶۹

اقدام خودکشی سیگرٹ نوشی کی وجہ سے اور نقدی نہ ملنے کی صورت میں "بالآخر سخت مایوسی میں ہم نے خودکشی کر لینا فیصلہ کیا۔" "ہم دھتورا کی تلاش میں جنگل میں گئے۔ اور وہاں سے دھتورا حاصل کیا۔ شام کا وقت مناسب خیال کیا گیا۔ ہم کیدر جی مندر کو گئے۔ مندر کے چراغ میں گھی ڈالا اور روشن کئے۔ اور پھر تنہائی گوشہ کی تلاش کی لیکن حوصلہ نہ پڑا۔" ..... لیکن تاہم ہمنے (دھتورے کے) دو تین بیج نگل لئے۔ ہمیں زیادہ نگلنے کی جرأت نہ ہوئی۔" ملخصاً صفحہ ۶۷-۶۸

جھوٹ بولنا مسٹر گاندھی کچھ عرصہ گوشت خور بھی رہے ہیں۔ گوشت خوری کے ایام میں جب آپ گوشت کی ضیافت اڑایا کرتے تھے۔ تو قدرتاً آپ گھر میں کھانا نہیں کھا سکتے تھے۔ اس پر آپ کی والدہ ماجدہ آپ سے ہمیشہ دریافت فرماتیں۔ کہ آپ کھانا کیوں نہیں کھاتے تب آپ کا ہمیشہ یہی جواب ہوا کرتا تھا۔ "آج مجھے بھوک نہیں ہے۔ میرے ہاضمہ میں کچھ خرابی ہے۔ ضمیر پر چبھنے کے بغیر میرے یہ بہانے نہیں ہوا کرتے تھے۔ میں جانتا تھا۔ کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں۔ اور جھوٹ بھی ماں کے پاس۔" صفحہ ۶

(۲) انگلستان میں طلباء زمانہ طالب علمی میں کنوارے رہتے ہیں۔ اس لئے وہاں ہندوستانی طلباء عام طور پر اپنے تئیں کنوارا ہی بتلاتے ہیں۔ خواہ وہ شادی شدہ بھی کیوں نہ ہوں۔ چنانچہ مسٹر گاندھی فرماتے ہیں۔ "یہ متعدی مجھے بھی لگ گئی۔ میں نے بھی اپنے تئیں کنوارا بتلانے میں تامل نہ کیا۔ اگرچہ میں شادی شدہ اور ایک بیٹے کا باپ تھا۔" صفحہ ۱۵۶ و ۱۶۱۔

انقطاع نسل (۱) "برہمچریہ کی قسم لینے سے) میرا بڑا مقصد یہ تھا۔ کہ میرے ہاں کوئی اور اولاد پیدا نہ ہو۔" صفحہ ۴۷۸

(۲) "یہ غور کر کے کہ میں اور بچے نہیں چاہتا۔ میں نے ضبط نفس کے ذریعے کوشش کرنی شروع کر دی۔" صفحہ ۴۷۸

(۳) "یہ میرا اعتقاد ہو گیا۔ کہ نسل کشی اور اس کے نتیجے میں تربیت اولاد پبلک خدمات کے منافی ہیں۔" صفحہ ۴۷۹

مسٹر گاندھی نے شہوت رانی۔ اقدام زنا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

از تکاب چوری۔ اقدام خودکشی۔ جھوٹ بولنا وغیرہ گناہوں سے اعتراف کر کے توبہ کی۔ اور اعتراف گناہ اور توبہ اور ان سے معافی گناہ پر مضمون لکھا۔ صفحہ ۱۷ تا ۲۰ بہت اچھا کیا۔ مگر ایسا کر کے موجودہ ہندو مذہب پر کلہاڑا چلا دیا۔ جس کے رُو سے عادل اور منصف پرمیشر نہ تو توبہ قبول کر سکتا ہے اور نہ گناہ معاف کر سکتا ہے۔ اگر وہ ایسا کرے تو اس کے عدل و انصاف میں فرق آجاتا ہے۔ دوسرے اگر وہ ایسا کرتا ہی جائے۔ تو جونوں کا سلسلہ اور تناسخ کا چکر ختم ہو جاتا ہے۔ بیچارہ پرمیشر نئی روحیں تو پیدا کر نہیں سکتا۔ اور موجودہ روحوں کو گناہوں سے مکت کر دیوے۔ تو کائنات کا سلسلہ کس طرح چلائے۔ کیا دوکانداروں کی طرح ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ رہے؟ البتہ اسلام ضرور سکھاتا ہے۔ کہ خدا کے حضور اپنے گناہوں کا اعتراف کرو۔ اور خالص توبہ کر کے اس سے مغفرت طلب کرو۔ اور تعلیم دیتا ہے۔ نبئ عبادی انی انا الغفور الرحیم ط (الحجر ۵۰/۱۵) تو میرے بندوں کو خبر دے۔ کہ میں بے شک بخشنے والا مہربان ہوں۔ پھر مسٹر گاندھی نے خود نوشتہ سوانح میں پبلک میں اپنے گناہوں کا اظہار اور اعتراف کیا ہے۔ اگر اسے ستار العیوب خدا پر ایمان ہوتا۔ تو اسے پبلک میں اپنے گناہوں کے اظہار اور اعتراف کی ضرورت نہ ہوتی۔ تخلیہ میں اپنے گناہوں سے پشیمان ہو سکتا تھا۔ البتہ بعض ہندوؤں کی طرف سے اس کی اس طرح تعریف نہ ہوتی۔ کہ دیکھو مہاتما گاندھی کی طرح کوئی شخص اپنے خفیہ گناہوں کا اعتراف اور اظہار نہیں کر سکتا۔ حالانکہ اکثر دیکھا گیا ہے۔ کہ بعض لوگ علانیہ طور پر اور فخریہ طور پر اپنے جرائم کا ذکر کرتے ہیں۔ پھر اگر مسٹر گاندھی مسلمان ہوتا۔ تو آیت ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین امنوا لھم عذاب الیم فی الدنیا والاخرۃ ط (النور ۲۰/۲۴) بے شک جو لوگ چاہتے ہیں۔ کہ مومنوں میں بےحیائی کی اشاعت ہو۔ ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہوگا کے رُو سے اشاعت فحش کے مرتکب نہ ہوتے۔ عجیب بات ہے۔ کہ میں نے بعض ہندوؤں کو اس اشاعت فحش پر اتراتے اور فخر کرتے سُنا ہے۔ کہ یہ مہاتما ہی ہیں۔ کہ جو عوام الناس میں اپنے خفیہ گناہوں کا اعتراف اور اظہار علانیہ طور پر کرتے ہیں۔ مگر اسلام اس قسم کے اظہار اور اعتراف سے روکتا ہے امید ہے۔ کہ جناب مہاتما صاحب اپنی سوانح کی آئندہ جلدوں میں گناہوں کے علانیہ اعتراف اور اظہار سے باز رہینگے۔ مگر مہاتما کے علانیہ طور پر گناہوں سے اعتراف اور اظہار سے ایک فائدہ ضرور ہوا ہے۔ کہ دنیا پر اصل حقیقت کا انکشاف ہو گیا کہ مہاتما گاندھی کی سابقہ زندگی بے لوث اور پاکیزہ زندگی نہیں تھی۔ اجی!! جو شخص شہوت رانی۔ اقدام زنا۔ ارتکاب چوری۔ اقدام خودکشی۔ جھوٹ بولنے کا مرتکب ہو چکا ہو۔ اس کی سابقہ زندگی کو بے لوث اور پاکیزہ زندگی کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ مگر نبی اور رسول اور اوتار دنیا میں اعلان کرتے ہیں۔ ولقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون ط (یونس ۱۷/۱۶) کہ میں نے تم میں اس سے پہلے ایک مدت عمر گذاری ہے۔ کیا پھر بھی تم عقل نہیں رکھتے۔ پس نبیوں اور رسولوں اور اوتاروں کی سابقہ بے لوث اور پاکیزہ زندگی ان کی نبوت اور رسالت پر یقینی اور قطعی دلیل ہوا کرتی ہے۔ اس لئے وہ نہ کلنگ سری بھگوان جی کا اوتار اور معصوم خلیفۃ اللہ ہوا کرتے ہیں۔ دعوئ نبوت اور رسالت سے پہلی زندگی پر کسی کو انگشت نمائی کا موقعہ نہیں ملتا۔ مگر مہاتما جی تو اپنی سابقہ زندگی پر خود پشیمان ہیں۔ وہ کس منہ سے دنیا میں اعلان کریں۔ کہ میری سابقہ زندگی بے لوث اور پوتر اور صاف اور پاکیزہ رہی ہے۔ پس مہاتما جی کو نبیوں اور رسولوں اور اوتاروں کے مقابلہ میں پیش کرنا ایک شرمناک اور مضحکہ خیز بات ہے۔ مہاتما جی کے ثنا خوان لوگوں کو چاہیئے۔ کہ آپ کی خود نوشتہ سوانح میں خدا کے بارے میں آپ کا اعتقاد اور عرفان معلوم کریں۔ اور وہ یہ ہے۔

خدا کے بارے میں

(۱) "میں نے ابھی تک اس کو (خدا کو) نہیں پایا لیکن میں اس کی تلاش میں ہوں" ص

(۲) کیونکہ مجھے مسلسل تکلیف ہے۔ کہ میں اب تک اس سے (خدا سے) اس قدر دور ہوں" ص

(۳) "لیکن اس واقعہ سے کہ میں نے دیگر مذاہب کی طرف رواداری کا سبق سیکھ لیا تھا۔ یہ معنے نہ تھے۔ کہ میرا خدا میں کوئی زندہ ایمان تھا۔ ص ۸۶

(۴) "بنارس کی جاترا کرتے ہوئے مسٹر گاندھی فرماتے ہیں "میں جنانہ واپی (چاہ علم) کے نزدیک گیا۔ پینے وہاں خدا کی تلاش کی۔ لیکن میں اسے وہاں نہ پا سکا" ص ۵۶۱

(۵) جب مسٹر گاندھی جی سیر کے لئے پیرس میں گئے۔ تو آپ ایک گرجا میں بھی گئے۔ وہاں آپ نے بعض لوگوں کو "کنواری کے بُت" کے آگے گھٹنے ٹیکتے ہوئے دیکھا۔ اس پر آپ نے یہ نتیجہ نکالا "سرگروہ پوجاری روحیں جو کنواری کے آگے گھٹنے ٹیکتی تھیں۔ محض سنگ مرمر کی پوجا کرتی تھیں۔ ان میں حقیقی پوجا کا اثر تھا۔ اور وہ پتھر کو نہ پوجتی تھیں۔ بلکہ وہ اس خدا کی پوجا کرتی تھیں جس کی یہ نشانی تھی میرے دل میں اس وقت سے یہ اثر ہے۔ کہ میں محسوس کرتا تھا۔ کہ وہ اس پوجا سے خدا سے دور نہیں ہو رہے تھے۔ بلکہ وہ خدا کے جلال میں زیادتی کر رہے تھے" ص ۱۸۸

جس شخص کے گیان اور عرفان کا یہ حال ہو کہ ابھی تک اس نے خدا کو نہ پایا ہو۔ اور جس شخص کے اعتقاد کا یہ حال ہو۔ کہ کنواری کے بُت کی پوجا کو خدا کی پوجا قرار دیتا ہو۔ اس کو مہاتما کا لقب دینا صرف گاندھی پرستوں کا ہی حصہ ہو سکتا ہے۔ ایسا شخص گیان اور عرفان اور ایمان اور اعتقاد کے لحاظ سے نبیوں اور رسولوں اور اوتاروں کے ادنےٰ شاگردوں اور چیلوں کا بھی لگا نہیں کھا سکتا۔ چہ جائیکہ اس کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نبیوں اور رسولوں اور اوتاروں کے مقابلہ میں پیش کیا جائے۔ پھر اگر ہندو لوگ یا گاندھی پرست لوگ مسٹر گاندھی کے انقطاع نسل والے اصول پر عملدرآمد کر دیں۔ تو کچھ عرصہ کے بعد ان لوگوں کی تعداد میں بہت کمی واقعہ ہو جائے گی۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ وہ کبھی صفحۂ ہستی سے ناپدید ہی ہو جائیں۔ اور اگر برہمچریہ اور انقطاع نسل سے یہ مراد ہے۔ کہ اپنی بیاہتا عورت سے بھی نفرت کی جائے۔ تو پرمیشر نے بیاہ کی اجازت ہی کیوں دی ہے اور عورتوں کو پیدا ہی کیوں کیا؟ قطع نظر مذہبی نکتہ نگاہ یہ اصول سیاسی نکتہ نگاہ سے بھی نہایت مذموم ہے۔ اور مسٹر گاندھی نے اس اصول کو اپنی سوانح میں نہایت عمدہ بتا کر اور بطور نمونہ پیش کر کے سیاسی طور پر سخت غلطی کھائی ہے۔ امید ہے۔ کہ مسٹر گاندھی جی اپنے اس فیصلہ پر نظر ثانی فرمائیں گے۔

مسٹر گاندھی ابھی تک کسی کامل گرو کی تلاش میں ہیں۔ جیسا کہ ان کی سوانح جلد اوّل سے ظاہر ہے۔ آپ کے مذکورہ بالا حالات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ کو کامل گرو یا استاد یا پیر و مرشد کی سخت ضرورت ہے۔ اس لئے ہم ان کے سامنے خدا کا بھیجا ہوا "برہمن اوتار" اور "رودر گوپال" اور "کرشن زمان" حضرت مرزا غلام احمدؑ قادیانی پیش کرتے ہیں۔ جس کے بارے میں خود خدا نے فرمایا ہے "غلام احمدؑ کی جے"۔ "گاندھی کی جے" کا نعرہ بردولی کے مقام پر بلند ہو چکے ہو۔ اب اس گورو کامل کی پیروی کر کے دیکھ لو۔ اور مذکورہ بالا جے کا لطف اٹھاؤ۔

وما علینا الا البلاغ۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ

اس کا جواب دو:۔ کہ آپ نے اخبار فاروق کے لئے اسوقت تک کتنے خریدار پیدا کئے ہیں۔ اگر نہیں تو آپکا فرض ہے کہ اس ماہ کے اندر خریدار عطا فرما کر امداد کا ثواب لیں۔

(مینجر فاروق)

انگریز اور مسلمانوں کی حکومت کا مقابلہ

(از مولوی عبدالاحد صاحب مولوی فاضل)

اخبار ریاست دہلی مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۸ء میں پنڈت مالوی جی ہندوستان کے شاہانِ اسلام کے متعلق بیان فرماتے ہیں۔ کہ

"لارڈ برکن ہیڈ نے اپنی تقریر میں کہا تھا۔ کہ برطانوی سلطنت میں ہندوستان سب سے زیادہ قیمتی حصہ ہے۔ کیا اسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ انگریز کسی وقت بھی ہندوستان کو چھوڑنے کا خیال نہیں رکھتے۔ جو مال برطانیہ میں تیار ہوتا ہے۔ اسکے لئے ہندوستان کو ان لوگوں نے منڈی بنا رکھا ہے۔ وہ لوگ جن کو وہاں کام نہیں ملتا انہیں ہندوستان میں نوکری دیکر بھیجدیا جاتا ہے۔ برٹش گورنمنٹ کی سنجیدگی کی تازہ مثال حال ہی میں مل رہی ہے وہ یہ کہ اسکین کمیٹی نے جو سفارشات کیں انہیں منظور کر دیا گیا ہے۔ ہندوستان کی گورنمنٹ میں اعلیٰ اسامیاں انگریزوں کو دیجاتی ہیں۔ خواہ انکے لئے لائق سے لائق ہندوستانی کیوں نہ ملجائیں لیکن انہیں اسوجہ سے نہیں لیا جاتا کہ وہ ہندوستانی ہیں مسلمانوں کی حکومت کے وقت ہندو فوج کے کمانڈر ہوا کرتے تھے۔ مختلف صوبوں کے گورنر تھے۔ اور وزیر اعظم کے عہدوں پر کام کیا کرتے تھے لیکن اس وقت کسی ہندوستانی کو اس قابل خیال نہیں کیا جاتا کہ وہ برٹش رجمنٹ ہی کام کر سکے"

مسلمانوں نے جہاں اور بہت سے ہندو رعایا پر احسان کئے۔ اور رواداری اسلامی کا ثبوت دیا۔ وہاں انکو ملازمتوں میں بھی بلا تمیز مذہب قوم اعلیٰ عہدے دیئے گئے جو آج "مہذب" کہلانیوالی قومیں بھی وہ کام کرنیکو تیار نہیں!

امید ہے۔ کہ پنڈت مالوی جی کی اس تقریر کو پڑھ کر متعصب لوگ جو اسلامی حکمرانوں پر بے جا الزامات عائد کرتے رہتے ہیں۔ اور پبلک میں منافرت پھیلاتے ہیں۔ اپنے رویہ سے باز آئینگے۔

بھارت ماتا کا آٹھواں باب

(گذشتہ سے پیوستہ)

مس میو مدر انڈیا میں ایک ایسی ہندو مہارانی کا حال بیان کرتی ہے۔ جو دردِ زہ میں مبتلا تھی اور وہاں اس پر کیا عمل ہو رہا تھا۔ چنانچہ لکھتی ہے کہ

ایک ہندو مہارانی کی حالت

"مہترانی ہو یا ہمسنی۔ اچھوت ہو یا مہارانی۔ ان کی حالت میں اس خطرناک موقعہ پر جس کے لئے ہی وہ پیدا ہوئی ہیں۔ کوئی زیادہ فرق نہیں ہوتا۔ ایک معزز اور قابل ہندوستانی عیسائی عورت جس کے اخلاق حسنہ نے اس کے لئے ایسے بہت سے دروازے کھول رکھے ہیں۔ جو کسی اور کے لئے بالکل بند ہیں۔ ایک کمسن اور مہارانی کے حالات یوں بیان کرتی ہے۔

"کہ جب وہ اس ننھی سی جان کو دیکھنے کے لئے جو ایک حکمران راجہ کی بیوی تھی۔ اور جس نے ابھی ابھی دسویں سال سے قدم نکالا تھا۔ کمرہ میں داخل ہوئی۔ تو وہ مہارانی درد زہ میں مبتلا تھی۔ دائیاں اس بیچاری کے ساتھ مشغول تھیں۔ لیکن اس کی حالت خطرناک تھی۔ اور اسی لئے پروہتوں کی امداد حاصل کی گئی تھی۔ اور دروازہ کے باہر ایک بڈھا پروہت بیٹھا شاستروں سے بلند آواز میں کتھا کر رہا تھا۔ اور وقتاً فوقتاً اپنی کتب کی ہدایت کے مطابق شلوک پڑھ رہا تھا۔ وہ جھٹ سے بولا۔ کہ "اندر جا کر دیکھو مہارانی کے جسم پر آگ جلانے کا وقت آگیا ہے۔ آگ جلدی جلاؤ" دائیاں فوراً تعمیل حکم میں مصروف ہو گئیں۔ اس نرس نے نہایت حوصلے اور تحمل سے پوچھا۔ کہ ہماری چھوٹی مہارانی کو آگ کیا فائدہ پہنچا سکتی ہے؟ عورتوں نے بے پروائی سے جواب دیا۔ کہ "وہ اگر اس کی قسمت میں زندہ رہنا ہے۔ تو بچ رہے گی۔ صرف اس کے جسم پر ایک بڑا داغ رہ جائیگا۔ اور اگر اس کی قسمت میں مرنا ہی لکھا ہے۔ تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر یہ مرجائے گی۔ اور آگ جلانے میں مصروف ہوگئیں۔

وہ ملاقات کرنے والی عورت اس پروہت کے پاس جو دروازہ پر بیٹھا تھا۔ بھاگ کر گئی اور پوچھا۔ کہ اے مقدس ہستی! کیا آپ خدا کے قہر سے نہیں ڈرتے۔ آپ آگ کی قربانی دیتے ہیں۔ مگر آپ کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ یہ رانی ہے۔ کوئی معمولی انسان نہیں۔ اور کیا گنگا ماتا اس امر سے ناراض نہیں ہوگی کہ اس رانی کا بخوبی احترام نہیں کیا گیا؟

وہ بڈھا گھبراہٹ میں آنکھیں اوپر کو اٹھا کر بولا۔ یہ سچ ہے۔ کہ دیوتا ہمیشہ چوکنے ہوتے ہیں۔ اور جلدی غصے میں لائے جاسکتے ہیں۔ لیکن کتاب پہاں بلاشبہ یہی کہتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اس کی حیران آنکھیں اس بوسیدہ کتاب پر جا پڑیں۔ جو اس کے گھٹنوں پر کھلی پڑی تھی۔ ایک دوسرا کہنے لگا۔ کہ کیا گھر میں گنگا جل ہے؟

اسی بڈھے آدمی نے جواب دیا۔ کہ ہاں یقیناً ہے۔ کیا یہ گھر بغیر گنگا جل کے ہوسکتا ہے؟ تو پھر میں یہ کہتا ہوں۔ کہ اس روشن آگ پر گنگا جل ڈال دیا جائے۔ پھر تین دفعہ اسی طرح آگ جلا کر اس کو ایک ایسے بورے میں باندھ دیا جاوے جو میری وساطت سے بھگو ان دیگا۔ اور یہ بوریا سارا رانی کے جسم پر ڈال دیا جائے۔ پھر اس ملے جلے چڑھاوے پر یعنی پانی اور آگ دونوں پر دیوتاؤں کے سامنے پرارتھنا کی جائے۔ جس سے ان کی ناراضگی رفع ہوجائیگی۔ بڈھے آدمی نے کہا۔ "درست بچن" اس کے بعد وہ عورت جلدی سے گرم پانی کی پتیل لانے کے لئے بھاگی۔

توہمات کے بارے میں ہندوستانیوں کے اندر حیثیت یا طبقہ کا تفاوت ہرگز حائل نہیں ہوتا۔ یہ عام طور پر عورتوں کا یقین ہے۔ کہ بیماری دیوتا کے آنے کی ایک علامت ہوتی ہے۔ دوائی اور دعا چونکہ اس دیوتا کو نکال دیتے ہیں۔ اس لئے وہ ناراض ہوجاتا ہے۔ اور دیوتاؤں کو ناراض کرنا اپنے آپ پر آفت لانا ہے۔ اس لئے انجام کار کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ جادو ٹوٹے ہی فائدہ مند ہیں۔

بھوت پریت علاوہ دیوتاؤں کے سمندر کی ریت کے ذروں کی تعداد سے بھی زیادہ بھوت پریت ہوتے ہیں۔ لہذا ایسا کوئی کام نہیں کرنا چاہیئے جس سے کہ وہ تعداد میں اور بھی بڑھ جائیں۔

سب سے بڑے بھوت ان عورتوں کی روحیں ہوتی ہیں۔ جو جننے کے وقت بچہ ہونے سے پہلے مرجاتی ہیں۔ یہ پیچھے کو مڑے ہوئے پاؤں سے چلتی ہیں۔ اور سنسان راستوں پر اور گھروں کے چولھوں کے ارد گرد پھرتی رہتی ہیں۔ اور سب سے زیادہ نقصان دہ ہوتی ہیں۔ اس لئے جب عورت کے متعلق معلوم ہوتا ہے۔ کہ بچہ جننے سے قبل وہ آخری سانسوں پر آگئی ہے۔ تو دائی کا فرض ہے کہ وہ کنبہ کی حفاظت کے لئے تمام احتیاطوں کے اختیار کرنے میں مشغول ہوجاوے۔

سب سے پہلے وہ مرچیں لے کر مرنے والی کی آنکھوں میں ملتی ہے۔ تاکہ اس کی روح اندھی ہوجائے۔ اور اپنا راستہ نہ ٹٹول سکے۔ پھر وہ لوہے کی دو لمبی کیلیں لیتی ہے۔ اور کسی روک ٹوک کے بغیر اس مظلوم کی باہیں پکڑ کر زمین پر پھیلا دیتی ہے۔ گویا کہ یہ بیچاری اپنا انجام جانتی ہے۔ اور تیاری کرلیتی ہے۔ اور وہ دائی ہر ایک ہتھیلی میں ایک کیل ٹھونک کر فرش میں گاڑ دیتی ہے یہ اسلئے کیا جاتا ہے۔ کہ روح زمین کے ساتھ جکڑ جائے۔ اور وہاں سے دیر میں نکلے۔ یا یہ کہ وہ اٹھ کر اپنی موجودگی سے زندہ لوگوں کو تنگ نہ کرے۔ اسی حالت میں عورت اپنے دیوتاؤں سے اپنے سابقہ جنم کے سیاہ گناہوں کے لئے معافی مانگتی ہوئی جن کی وہ سزا بھگت رہی ہوتی ہے۔ مرجاتی ہے

یہ بیان گو بہت ہولناک ہے لیکن ہندوستان کے دور دراز حصوں کے معتبر طبیب اس امر کی صداقت پر شاہد ہیں۔ (باقی دارد)

دیانند مشن

میر محمد اسحٰق صاحب احمدی مولوی فاضل

اور

پنڈت جمونتی صاحب آریہ ایم۔ اے

نمبر (۳)

مکرمی میر صاحب نے اپنی نادر کتاب "صدوش روح و مادہ" میں آریہ صاحبان سے پوچھا تھا کہ روح و مادہ جبکہ پرمیشور کی طرح خود بخود اور ازلی ہیں۔ تو پرمیشور نے انکو کس حق سے اپنے قبضہ میں کرکے مالکانہ تصرف ان پر کرلیا۔ اس کا جواب آریہ سماج کے بانی نے تو یہ دیا تھا۔ کہ چونکہ ایشور غیر محدود طاقتوں والا ہے اور روح و مادہ محدود الطاقت ہیں۔ اسلئے اپنی زبردست طاقت سے کمزور طاقت والی ہستیوں پر خدا نے قبضہ پالیا۔ اور مالکانہ تصرف جمالیا۔ اس لاجواب استدلال پر میر صاحب ممدوح نے یہ جرح کی تھی۔ کہ

"ہمارا یہ سوال نہیں۔ کہ روح پر ایشور نے قبضہ کس طرح کرلیا۔ کہ پنڈت (دیانند) صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ایشور چونکہ غیر محدود طاقت والا ہے اس لئے وہ قابض ہے۔۔۔۔۔ بلکہ ہمارا سوال اس قبضہ کے درست اور جائز ہونے پر تھا۔ کہ پرمیشور جب روحوں کا خالق نہیں بلکہ روحیں خدا کی طرح قدیم سے ہیں۔ اور اپنے وجود میں اس کی محتاج نہیں ان پر پرمیشور نے قبضہ کیوں کیا۔ اور ان کی آزادی کیوں چھین لی۔ اور کیوں انکو جنم مرن کے چکروں میں لاکر بے گناہ سے گنہگار اور غیر دکھی سے دکھی بنایا۔ یہ تھا اصل سوال۔ مگر سوامی (دیانند) صاحب جواب میں فرماتے ہیں۔ کہ چونکہ پرمیشور غیر محدود طاقت والا ہے اس لئے وہ محدود روح پر قابض ہے۔ اجی جناب! یہ تو ایسی بات ہے۔ کہ ہم کسی قاتل سے پوچھیں کہ تو نے اس مقتول کو بے گناہ اور بیوجہ کیوں مارا۔ تو وہ جواب میں کہے۔ "تلوار سے" اسی طرح ہم پوچھتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں۔ روحوں پر خدا نے کیوں بلا وجہ قبضہ کیا۔ اس کا کیا حق تھا۔ جواب میں سوامی (دیانند) صاحب فرماتے ہیں۔ کہ **غیر محدود طاقتور ہونے سے**۔ ارے جناب اگر یہ سوال ہوتا۔ کہ ایشور نے روحوں کو کس طرح قابو کیا۔ تب بیشک تم کہہ سکتے تھے۔ کہ غیر محدود طاقت سے یعنے چونکہ روح کی طاقت محدود ہے۔ اور پرمیشور غیر محدود طاقت رکھتا ہے۔ اس لئے اس نے غلام پہلوان کی طرح گیکر سنگھ کو پچھاڑ دیا۔ مگر ہمارا سوال تو یہ ہے۔ کہ غیر محدود طاقت ور نے کیوں ہماری محدود طاقت والی روح کو قابو میں کیا۔ اس کا استحقاق کیا تھا۔ کہ وہ غیر محتاج قدیم ہستی کو جنم مرن کے چکروں میں لائے۔ آخر روح کا ایشور سے کیا تعلق ہے" صفحہ ۱۳

آریہ پنڈت کا کھسیانہ پن

اس لاجواب اور ناقابل تردید جرح کا جواب دینا مصنف "جواہر جاوید" کا فرض اولین تھا۔ مگر پنڈت چمو پتی صاحب یا تو اس کو سمجھے نہیں۔ یا سمجھکر دیدہ و دانستہ اس کے جواب سے بوجہ اپنے عجز علمی کے اغماض کر کے کھسیانے ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ

"مصنف "حدوث روح و مادہ" نے سوامی دیانند صاحب کے جواب کو توڑ مروڑ کر بیسیوں صفحے اس کے غلط بتانے اور اس غلط کی تردید بیان کرنے میں صرف کر دیئے ہیں" صفحہ ۳

کیا اچھا ہوتا کہ ایم۔ اے آریہ مصنف "روح و مادہ" کے چند ایسے حوالے جو توڑے مروڑے گئے تھے۔ اور اس کی پھر جو غلط تردید ہوئی تھی۔ بیان کر کے اپنی صداقت کا ثبوت دیکر اپنے سوامی کی تائید کر سکتے۔ یہ کہکر تو انہوں نے نہ صرف اپنی گریز اور شکست فاش کا اقرار کر لیا۔ ساتھ ہی سوامی جی کے جواب کی بھی سمندر میں لٹیا ڈبو دی۔ جبکہ آگے چلکر یہ لکھ دیا۔ کہ پرمیشور مہاراج اعمال کا ثمرہ دینے کی طاقت رکھنے کی وجہ سے روحوں کا مالک و قابض ہے۔ اور

"اپنی لامحدود طاقت سے پھل ثمرہ دینے میں کام آتی ہے۔ محدود طاقت والے جیو (روح) اور مادی اشیاء اپنی محدودیت کی وجہ سے **مجبور** ہیں۔ کہ یا تو ترتیب پرماتما کا دیا ثمرہ پائیں" صفحہ ۳

آریہ پنڈت کا یہ جواب جس قدر مہمل اور فضول ہے اس کی مثال سوائے سوامی دیانند صاحب کی کتاب ستیارتھ پرکاش کے دوسری جگہ ملنی محال ہے۔ عبارت بے ربط مطلب بالکل خبط جس سے بجائے پرمیشور کا جائز قبضہ اور حق ملکیت ثابت ہونے کے الٹا یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ایشور ظالمانہ اور جابرانہ زبردستی سے روحوں پر جو کمزور ہیں تصرف کر رہا ہے۔ اور وہ اپنی بے بسی اور کم طاقتی سے مجبور ہیں۔ کہ جابر کے جبر کو برداشت کریں۔

کیوں پنڈت جی! اسی پر آپ پرمیشور کو استقرار حق مالکانہ کی ڈگری دلانے کے لئے آپ وکیل بنے تھے۔ کہ اس کو غاصب جابر اور زبردست بنا کر بے چاری روحوں پر ناجائز قابض و متصرف ثابت کر دیا۔ امید ہے کہ آئندہ ایشور جی مہاراج آپ کو کسی اپنے مقدمہ میں وکیل نہ بنائیں گے۔ سنو پنڈت جی۔ ہم آپ کو مالک اور قابض اور متصرف کی صحیح تشریح بتاتے ہیں۔ جس کے بعد آپ سے ہم پوچھیں گے۔ کہ ان اقسام میں سے کون سی قسم کا مالک اور قابض اور متصرف آپ اپنے ایشور کو قرار دیتے ہیں۔

مالک و قابض و متصرف

ہمارے مشاہدہ اور علم میں مندرجہ ذیل اقسام کے مالک اور قابض اور متصرف ہوتے ہیں۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ان میں سے حقیقی مالک یا "مالک کل" کوئی بھی نہیں۔ سب مجازی اور عارضی اور غیر حقیقی اور وقتی مالک ہیں۔

الف:۔ ایک شخص اپنا روپیہ صرف کر کے ایک مکان تعمیر کرتا ہے۔ اور اس کا وہ مالک ہو جاتا ہے۔ لیکن تعمیر کرنے سے پہلے وہ اس کا مالک نہ تھا۔ اور جو سامان از قسم خشت۔ لکڑی۔ مٹی وغیرہ ملبہ اس پر لگایا گیا ہے وہ اس کا اپنا پیدا کردہ نہیں ہے۔ خرید کر اس کا بھی مالک اور متصرف ہوا ہے۔ لیکن باایں ہمہ وہ اس مکان کا واحد مالک بلا شرکت غیرے اسلئے ہے۔ کہ اس نے اپنا روپیہ خرچ کر کے اس کو بنایا ہے۔ پہلے اس نے مکان پر قبضہ جمایا پھر اس کا مالک بنا۔ اس کے بعد اس پر تصرف کرنے کا جائز حق دار ہو گیا۔ چاہے اس مکان کو فروخت کر دے یا کسی کو بخشدے۔ یا گرا دے یا جلا دے۔ یا کرایہ پر دیدے کسی کو یہ حق نہیں کہ اس میں دخل دے سکے۔

اب آپ بتلائیں۔ کہ پرمیشور روحوں کا اور مادہ کا اسی طرح مالک قابض و متصرف ہے۔ جس طرح اس مکان والا۔ ذرا ہر پہلو کو سوچکر جواب دینا۔ کہ کن وجوہات سے وہ مکان کا مالک بنا ہے۔ جب تک ویسی ہی وجوہات ایشور میں نہ ثابت کر دیں ایشور کو ایسا مالک قرار دینے میں ذرا سنبھل کر قلم اٹھانا؟ (باقی دارد)

بیاض نورالدین

حضرت حکیم الامت خلیفۃ المسیح اوّل مولانا مولوی نورالدین صاحب (رضی اللہ عنہ) کے طبی کمالات اور صدری اسرار کا مجموعہ جو حضرت ممدوح کی زندگی میں آپکی نظر ثانی اور اجازت سے شائع کیا تھا۔ مگر اس میں کچھ نقائص رہ گئے تھے۔ باوجود اس کے بیاض ازبس مقبول ہوئی۔ حضرت ممدوح کے وصال کے بعد پھر اس کو دوبارہ صحیح کر کے شائع کیا۔ یہ نسخہ اب بالکل مکمل ہے۔ حضرت مولوی صاحب مرحوم کی طبی قابلیت اور کمال مسلم ہے۔ آپ طب جدید و قدیم کے ماہر تھے۔ یہ کتاب ہر گھر میں طبیب کی عام ضرورتوں سے مستغنی کر دیگی۔ قیمت ہر دو جلد علاوہ محصول ڈاک پانچ روپیہ ملنے کا پتہ:۔ خاکسار فضل الرحمن مفتی قادیان ضلع گورداسپور

اعلےٰ مشہدی لنگیاں اور پشاوری کلاہ

ہم ہر قسم کی چھوٹی بڑی مشہدی پشاوری لنگیاں بحساب ۴ گز فی گز اور ہر قسم کی مشہدی کناویز عورتوں کے سوٹ کے لئے ۲½ گز فی گز فروخت کرتے ہیں۔ نیز کلاہ پشاوری جس قیمت اور جس سائز کا مطلوب ہو بھیجا جا سکتا ہے۔ مال بذریعہ وی پی ارسال ہوگا۔ اگر خدانخواستہ پسند نہ آئے۔ تو صرف محصول ڈاک کاٹ کر باقی قیمت واپس کر دیجائیگی۔ یا اس کی جگہ دوسری چیز بھیج دیجائیگی۔ احمدی احباب فرمائش بھیجکر فائدہ اٹھائیں۔ مال دوسری دوکانوں کی نسبت عمدہ اور نسبتاً ارزاں ارسال ہوگا۔

پتہ:۔ میاں محمد غلام حیدر بازار کریم پورہ شہر پشاور۔

۳۱ مئی ۱۹۲۸ء تک فاروق بک ایجنسی قادیان کی کل کتب عمدہ قیمت میں، محصول ڈاک ذمہ خریدار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نام کتاب	تعداد	قیمت
سلسلہ کی کتابیں		
تبلیغ رسالت ۔ سے جلد پنجم و ششم کے جلد اوّل۔ دوم سوم چہارم پنجم ششم ہفتم ہشتم۔ نہم۔ دہم۔ ان جلدوں میں حضرت مسیح موعودؑ کے نایاب اشتہارات ۱۸۷۸ء سے لیکر ۱۹۰۸ء تک جمع کر دیئے گئے ہیں		
التنقید ۔ مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے رسالہ قبر مسیح کا مسکت و دندان شکن جواب۔	۳	۰ر
صادق کلمات ۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرت سری کے رسالہ ہفوات مرزا کا جواب لاجواب۔	۴	۰ر
فیصلہ الٰہی ۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کا آخری فیصلہ اور اس کی اصل حقیقت کا انکشاف۔	۷	۰ر
مرقع ثنائی ۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا دو پرچہ اخبار جس میں امرتسری نے مباہلہ سے انکار کیا تھا۔	۴	۰ر
فیصلہ خدائی بر مسلمات ثنائی ۔ امرتسری کے مسلمات پر خدا نے جو آخری فیصلہ فرمایا کہ ثناء اللہ زندہ رکھ کر حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کو ثابت کر دیا۔ اس کی مکمل بحث اور اس کے ساتھ حضرت اقدسؑ کے اصلی خط کا عکس اتار کر شامل کیا گیا ہے۔	۸	۰ر
علماء خلف ۔ ندوۃ العلماء نے علماء سلف نام سے ایک کتاب شائع کی جس میں گذشتہ علماء کے اخلاق اور دینداری کے نمونے پیش کئے گئے تھے۔ خاکسار ایڈیٹر فاروق نے اس کتاب کا مصرع ثانی "علماء خلف" کے نام سے لکھ کر موجودہ علماء کی بیدینی اور شرارتوں اور اخلاق کا صحیح فوٹو اتار کر پیش کر کے دکھا دیا کہ یہ سلف جن کے وہ نالائق خلف انکے یہ ہیں۔	۷	۰ر
ثنائی فرار مباہلہ سے انکار ۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے جب امرتسری کو مباہلہ کے لئے لکھا۔ امرتسری نے ہمیشہ انکار کیا۔ اور فرار۔ اور کبھی اس فیصلہ کی طرف نہ آیا۔ اس رسالہ میں دلچسپ حالات ثناء اللہ صاحب کے ہیں۔	۷	۰ر
ازالۃ الشکوک ۔ آریوں کے بیس اعتراضوں کا دندان شکن جواب قابل دید ہر شیخ و شاب۔	۲	۰ر
عشرہ سوالات کے جوابات غیر احمدیوں کے علماء نے جو سب سے بڑے دس سوالات ایسے کئے تھے جن کا جواب انکے خیال میں سلسلہ احمدیہ نہیں دے سکتا تھا۔ انکے مکمل مفصل اور مدلل ایسے جواب لکھے گئے ہیں کہ انشاء اللہ قیامت تک نہ بھولیں گے۔ چند نسخے باقی ہیں۔ جلد منگاؤ بہتر کتاب ہے۔	صر	بعر
النبوۃ فی الالہام وفی الاحادیث ۲ حصہ قابل دید	۳	۰ر
ثنائی ہرزہ درائی ۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کی وہ تمام گالیاں ردیف دار الف سے لیکر یے تک اس رسالہ میں جمع کر دی گئی ہیں۔ جو ثناء نے حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفہ اوّلؓ و دیگر اکابرین جماعت کو اپنے اخبار اہلحدیث اور مرقع کے ذریعہ دیں	۴	۰ر
چودھویں صدی کا یہودی مولوی ثناء اللہ نے ایک رسالہ چودھویں صدی کا مسیح شائع کیا تھا۔ اس کے مقابلہ میں یہ رسالہ امرتسری کی شان میں لکھا گیا۔	۲	۰ر
احمدی نمبر اوّل یہود و نصاریٰ کے ساتھ غیر احمدی علماء کی مماثلت حسب پیشگوئی آنحضرت صلعم ثابت کی گئی ہے۔	۴	۰ر
بحر حقیقت ۔ محمد علی مونگیری علیہ علیہ کے مریدوں کے ایک رسالہ کا جو حضرت اقدس کے خلاف شائع ہوا تھا۔ تحقیقی جواب	۴	۰ر
تنقید صحیح ۔ فرقہ بابیہ نے ایک رسالہ سلسلہ احمدیہ کے خلاف لکھکر یہ ثابت کرنے کی بے سود کوشش کی تھی کہ مہدی و مسیح دو وجود ہیں۔ ایک علی محمد باب اور دوسرا بہاء اللہ۔ اس کے جواب میں مولوی جلال الدین صاحب شمس مبلغ دمشق نے یہ لاجواب رسالہ لکھا ہے۔ جس کی تردید بابیوں سے نہ ہو سکی۔ بابی مذہب سے واقفیت حاصل کرنے کیلئے یہ رسالہ عجیب ہے۔	۸	۰ر
اذہاق الباطل مولوی محمد علی صاحب امیر پیغام	۲	۰ر

نام کتاب	تعداد	قیمت
کے سابقہ عقائد جن میں حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت و رسالت حقیقی کا اقرار ہے۔	۲	۰ر
ہدایات زرّیں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ نے مبلغین اسلام و سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے جو مکمل ہدایات فرمائی ہیں۔ وہ اس میں درج کی گئی ہیں۔ ہر ایک احمدی کو جو شوق تبلیغ رکھتا ہے اس ہدایت نامہ کا ہر وقت اپنی جیب میں رکھنا ضروری ہے۔ اور اس کے مطابق تبلیغ کرنے سے کبھی ناکامیابی نہیں ہوگی۔ حضور کی خواہش ہے۔ کہ ہر ایک احمدی خواندہ اس پر عمل کرے۔	۱	۰ر
تصدیق کلام ربّانی آریوں نے ایک نہایت رسالہ گندہ مسلمانی کے بانی کی کہانی، نام سے آنحضرت صلعم کی شان میں گستاخانہ لکھا تھا۔ اس کا نہایت قابل دید اور لائق شنید یہ جواب ہے۔ جس میں بڑے بڑے فلاسفر اور عیسائی مصنفوں کی قلم سے آنحضرت صلعم کی شان اعلےٰ کا ثبوت نقل کیا گیا ہے۔ اور آریوں کے کل اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔	۸	۰ر
تارپیڈو ۔ چھوت چھات کے متعلق یہ وہ رسالہ ہے جسنے پنجاب میں اسقدر مقبولیت حاصل کی کہ اب تیسری دفعہ طبع کرایا گیا ہے۔ ہر مسلمان کے ہاتھ میں یہ رسالہ ہونا ضروری ہے۔	۴	۰ر
ویدک توحید کا آئینہ دیکھنے کے قابل ہے	۲	۰ر
ایک مسلمان کا پیغام سکھوں کے نام قابل دید ہے	۱	۰ر
تنبیہ زباندراز ایک آریہ کی سرزنش و گوشمالی	۱	۰ر
پیدائش عالم دیانندیوں کا عقیدہ ہے کہ دنیا کا سلسلہ ازل سے چلا آیا ہے اور پیدا شدہ نہیں ہے۔ اس مسئلہ پر جواب یہ تصنیف ہے	۱	۰ر
رسالہ گوشت خوری مضمون نام سے ظاہر ہے۔	۴	۰ر
دھرمپال کا کچا چٹھا قابل دید ہے۔	۱	۰ر

مالنہ کا پتہ:۔ مینجر فاروق بک ایجنسی قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)